



## رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ



اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

## تفسیر ابن کثیر

علامہ عبدالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

## المُتَحِنَّةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مشرکین سے دوستی نہ رکھو:

حضرت حاطب بن ابولعبد کے بارے میں اس سورت کی شروع کی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

واقعہ یہ ہوا کہ حاطبؓ مہاجرین میں سے تھے بدر کی لڑائی میں بھی آپ نے مسلمانوں کے لشکر میں شرکت کی تھی انکے ہال بچے اور مال و دولت مکہ میں ہی تھا اور خود قریش میں سے نہ تھے۔ صرف حضرت عثمانؓ کے حلیف تھے اس وجہ سے مکہ میں انہیں امن حاصل تھا۔ اب یہ رسول اللہ کے ساتھ مدینہ میں تھے یہاں تک کہ جب اہل مکہ نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ نے ان پر چڑھائی کرنی چاہی تو آپؐ کی خواہش یہ تھی کہ انہیں اچانک دیوبھ لیں تاکہ خونریزی نہ ہونے پائے اور مکہ پر قبضہ ہو جائے اسی لیے آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی کہ باری تعالیٰ ہماری تیاری کی خبریں ہمارے پہنچنے تک اہل مکہ کو نہ پہنچیں۔

ادھر آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا۔ حضرت حاطبؓ نے اس موقع پر ایک خط اہل مکہ کے نام لکھا اور ایک قریشی عورت کے ہاتھ سے چلتا کیا جس میں رسول اللہؐ کے اس ارادے اور مسلمانوں کے لشکر کشی کی خبر درج تھی۔ آپ کا ارادہ اس سے صرف یہ تھا کہ میرا کوئی احسان قریش پر رہ جائے جس کے باعث میرے بال بچے اور مال و دولت محفوظ رہیں۔ چونکہ حضورؐ کی دعا قبول ہو چکی تھی ناممکن تھا کہ قریشیوں کو کسی ذریعہ سے بھی اس ارادے کا علم ہو جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اس پوشیدہ راز سے مطلع فرما دیا اور آپؐ نے اس عورت کے پیچھے اپنے سوار بھیجے راستے میں اسے روکا گیا اور خط اس سے حاصل کر لیا گیا۔

## حضرت حاطبؓ کا واقعہ:

مسند احمد میں ہے حضرت علیؓ نے فرمایا:

مجھے اور زبیرؓ کو اور حضرت مقدادؓ کو رسول اللہؐ نے بلوا کر فرمایا تم یہاں سے فوراً کوچ کرو ورنہ خاخ میں جب تم پہنچو گے تو تمہیں ایک ساندنی سوار عورت ملے گی جسکے پاس ایک خط ہے تم اسے قبضہ میں کرو اور یہاں لے آؤ۔

ہم تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے ورنہ خاخ میں جب پہنچے تو فی الواقع ہمیں ایک ساندنی سوار عورت دکھائی دی۔ ہم نے اس سے کہا کہ جو خط تیرے پاس ہے وہ ہمارے حوالے کر اس نے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا غلط کہتی ہے تیرے پاس خط یقیناً ہے اگر تو راضی خوشی نہ دے گی تو ہم جامہ تلاشی کر کے جبراً وہ خط تجھ سے چھینیں گے۔ اب تو وہ عورت سٹ پنائی اور آخراں نے اپنی چٹیا کھول کر اس میں سے وہ پرچہ نکال کر ہمارے حوالے کیا۔ ہم اس وقت وہاں سے واپس روانہ ہوئے اور حضورؐ کی خدمت میں اسے پیش کر دیا۔

پڑھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت حاطبؓ نے اسے لکھا ہے اور یہاں کی خبر رسائی کی ہے حضورؐ کے ارادوں سے کفار مکہ کو آگاہ کیا ہے۔ آپؐ نے کہا حاطبؓ یہ کیا حرکت ہے؟ حضرت حاطبؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ جلدی نہ کیجئے میری بھی سن لیجئے۔

میں قریشیوں میں ملا ہوا تھا خود قریشیوں میں سے نہ تھا پھر آپؐ پر ایمان لا کر آپؐ کے ساتھ ہجرت کی جتنے اور مہاجرین ہیں ان سب کے قرابت و اہل مکہ میں موجود ہیں جو انکے بال بچے وغیرہ مکہ میں رہ گئے ہیں وہ انکی حمایت کرتے ہیں لیکن میرا کوئی رشتہ دار نہیں جو میرے بچوں کی حفاظت کرے اس لیے میں نے چاہا کہ آؤ قریشیوں کے ساتھ کوئی سلوک و احسان کرو جس سے میرے بچوں کی حفاظت وہ کریں اور جس طرح اوروں کے نسب کی وجہ سے انکا تعلق ہے میرے احسان کی وجہ سے میرا تعلق ہو جائے۔

یا رسول اللہؐ میں نے کوئی کفر نہیں کیا نہ اپنے دین سے مرتد ہوا ہوں نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہوا ہوں بس اس خط کی وجہ سے صرف اپنے بچوں کی حفاظت کا حیلہ تھا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا لو کہ تم سے جو واقعہ حاطبؓ بیان کرتے ہیں وہ بالکل حرف بحرف سچا ہے کہ اپنے نفع کی خاطر ایک غلطی کر بیٹھے ہیں نہ کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا یا کفار کی مدد کرنا انکے پیش نظر ہو۔

حضرت فاروق اعظمؓ اس موقع پر موجود تھے اور یہ واقعات آپ کے سامنے ہوئے۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور فرمانے لگے یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا:

إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ:

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ

تمہیں کیا معلوم نہیں کہ یہ بدری صحابی ہیں اور بدر والوں پر اللہ تعالیٰ نے جھانکا اور فرمایا جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ...**

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ سمجھو

**... تُلْفُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ...**

تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لیے انکی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے

پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں

مطلب آئیوں کا یہ ہے کہ اے مسلمانوں مشرکین اور کفار کو جو اللہ اور اسکے رسول اور مومن بندوں سے لڑنے والے ہیں جن کے دل تمہاری عداوت پر ہیں تمہیں ہرگز لائق نہیں کہ ان سے دوستی اور محبت اور میل ملاپ اور اپنائیت رکھو۔ تمہیں اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَرَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

مَنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (5:51)

اے ایماندارو یہود و نصاریٰ سے دوستی مت گانٹو وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے

جو بھی ان سے دوستی و محبت کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔

اس میں کس قدر ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔ اور جگہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (5:57)

مسلمانو ان اہل کتاب اور کفار سے دوستیاں مت کرو جو تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل کو

سمجھ رہے ہیں۔ اگر تم میں ایمان ہے تو ذات باری سے ڈرو۔

اور جگہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا  
لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا (4:144)

مسلمانو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستیاں نہ کرو؛ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا کھلا الزام ثابت کرو۔

اور جگہ فرمایا:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي  
شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمُ نِقْمَةَ وَيَحْذَرِكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ (3:28)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنوں کے علاوہ کافروں سے دوستانہ نہ کریں۔ جو ایسا کرے وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں ہاں بطور دفع الوقتی اور بچاؤ کے ہو تو اور بات ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آپ سے ڈرارہا ہے۔ اسی بناء پر رسول اللہ نے حضرت حاطبؓ کا عذر قبول فرمایا کہ اپنے مال و اولاد کے بچاؤ کی خاطر یہ کام ان سے ہو گیا تھا۔ مسند احمد میں ہے کہ ہمارے سامنے رسول اللہ نے کئی مثالیں بیان فرمائیں اور پھر ان میں سے بہ تفصیل صرف ایک بیان کی باقی سب چھوڑ دیں۔

فرمایا ایک ضعیف مسکین قوم تھی جس پر زور اور ظالم قوم چڑھائی کر کے آگئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کمزوروں کی مدد کی اور انہیں اپنے دشمنوں پر غالب کر دیا۔ غالب آکر ان میں رعونت ساگئی اور انہوں نے ان پر مظالم شروع کر دیئے جس پر اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ ہمیش کے لیے ناراض ہو گیا۔

... يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ...

پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان رکھتے ہو

اب مسلمانوں کو ہوشیار کرتا ہے کہ تم ان دشمنان دین سے کیوں دوستی و محبت رکھتے ہو؟ حالانکہ یہ تم سے بدسلوکی کرنے میں کسی موقع پر کمی نہیں کرتے۔ کیا یہ تازہ واقعہ بھی تمہارے ذہن سے ہٹ گیا کہ انہوں نے تمہیں بلکہ خود رسول اللہ کو بھی جبراً وطن سے نکال باہر کیا۔ اور اس کی کوئی اور وجہ نہ تھی بجز اس سے کہ تمہاری توحید اور فرمان برداری رسول ان پر گراں گزرتی تھی۔

جیسے اور جگہ ہے:

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (85:8)

مومنوں سے صرف اس بناء پر خصامت اور دشمنی ہے کہ وہ اللہ برتر و بزرگ پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور جگہ ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (22:40)  
یہ لوگ محض اس وجہ سے ناحق جلا وطن کئے گئے کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے۔

... إِنْ كُنْتُمْ حَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ...

اگر تم میری راہ کے جہاد میں اور میری رضا مندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم حج میری راہ کے جہاد کو نکلے ہو اور میری رضا مندی کے طالب ہو تو ہرگز ان کفار سے جو تمہارے اور میرے دشمن ہیں میرے دین کو اور تمہارے جان و مال کو نقصان پہنچا رہے ہیں دوستیاں نہ پیدا کرو۔

... تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ...

تم انکے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا

بھلا کس قدر غلطی ہے کہ تم ان سے پوشیدہ طور پر دوستانہ رکھو؟ کیا یہ پوشیدگی اللہ سے بھی پوشیدہ رہ سکتی ہے جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے دلوں کے بھید اور نفس کے وسوسے بھی جس کے سامنے کھلے ہوئے ہیں۔

... وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (۱)

تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا۔

إِنْ يَنْقُضْكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمُ بِالسُّوءِ ...

اگر انہیں تم پر کوئی دسترس کا موقع مل جائے تو وہ تمہارے کھلے دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں

بس سن لو جو بھی ان کفار سے دوستی و محبت رکھے وہ سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا تم نہیں دیکھ رہے کہ ان کافروں کا اگر بس چلے اگر انہیں کوئی موقع مل جائے تو اپنے ہاتھ پاؤں سے تمہیں نقصان پہنچانے میں دریغ کریں گے نہ برا کہنے سے اپنی زبانیں روکیں گے جو انکے امکان میں ہو گا وہ کر گزریں گے بلکہ تمام تر کوشش اس امر پر صرف کر دیں گے کہ تمہیں بھی اپنی طرح کافر بنالیں پس جب کہ انکی اندرونی اور بیرونی دشمنی کا حال تمہیں بخوبی معلوم ہے پھر کیا اندھیر ہے کہ تم اپنے دشمنوں کو دوست سمجھ رہے ہو اور اپنی راہ میں آپ کا نئے بور ہے ہو۔

... وَوَدُّوا لَوْ تُكْفِرُونَ (۲)

اور دل سے چاہتے تھے کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ۔

عرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافروں پر اعتماد کرنے اور ان سے ایسے گہرے تعلقات رکھنے اور دلی میل رکھنے سے روکا جا رہا ہے اور وہ باتیں یاد دلاتی جا رہی ہیں جو ان سے علیحدگی پر آمادہ کریں۔

### لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ...

تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں اور اولادیں تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی،

تمہاری قرابتیں اور رشتہ داریاں تمہیں اللہ کے ہاں کچھ کام نہ آئیں گی۔ اگر تم اللہ کو ناراض کر کے انہیں خوش کرو اور چاہو کہ تمہیں نفع ہو یا نقصان ہٹ جائے یہ بالکل خام خیالی ہے نہ اللہ کی طرف کے نقصان کو کوئی ٹال سکے گا نہ اسکے دینے ہوئے نفع کو کوئی روک سکے گا، اپنے والوں سے انکے کفر پر جس نے موافقت کی وہ برباد ہوا، کورشتہ دار کیسے ہی ہو کچھ نفع نہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا جہنم میں۔ جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا سن میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنمی ہیں۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں اور سنن ابوداؤد میں بھی ہے۔

### ... يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ...

اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا

... وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۳)

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔

حضرت ابراہیم بہترین نمونہ:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ...

مسلمانو! تمہارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اور انکے ساتھیوں میں بہترین نمونہ اور اچھی پیروی ہے،

... إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ...

جب کے ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کفار سے اتحاد اور دوستی نہ کرنے کی ہدایت فرما کر ان کے سامنے اپنے ظلیل اور ان اصحاب کا نمونہ پیش کر رہا ہے کہ انہوں نے صاف طور پر اپنے رشتے کٹے اور قوم کے لوگوں سے بر ملا فرما دیا کہ ہم تم سے اور جنہیں تم پوجتے ہو ان سے بیزار بری الذمہ اور الگ تھلگ ہیں ہم تمہارے دین اور طریقے سے متنفر ہیں جب تک تم اسی طریقے اور اسی مذہب پر ہو تم ہمیں اپنا دشمن سمجھو۔

**...وَبَدَأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَهُ ...**

جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ظاہر ہو گیا

ناممکن ہے کہ برادری کی وجہ سے ہم تمہارے اس کفر کے باوجود تم سے بھائی چارہ اور دوستانہ تعلقات رکھیں ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تم اللہ وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لے آؤ اسکی توحید کو مان لو اور اسی ایک کی عبادت شروع کرو اور جن جن کو تم نے اللہ کا شریک اور ساتھی ٹھہرا رکھا ہے اور جن جن کی پوجا پاٹ میں مشغول ہو ان سب کو ترک کر دو۔ اپنی اس روش فکر اور طریق شرک سے ہٹ جاؤ تو بے شک ہمارے بھائی ہو ہمارے عزیز ہو ورنہ ہم میں تم میں کوئی اتحاد و اتفاق نہیں ہم تم سے اور تم ہم سے علیحدہ ہو۔

**... إِنَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لَأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ...**

لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں

گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔

ہاں یہ یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے جو استغفار کا وعدہ کیا تھا اور پھر اسے پورا کیا اس میں انکی اقتدا نہیں اس لیے کہ یہ استغفار اس وقت تک رہا جس وقت تک کہ اپنے والد کا اللہ کا دشمن ہونا ان پر وضاحت کے ساتھ ظاہر نہ ہوا تھا۔ جب انہیں یقینی طور پر اس کی اللہ سے دشمنی کھل گئی تو اس سے صاف بیزار ی ظاہر کر دی۔

بعض مومن اپنے مشرک ماں باپ کے لیے دعا و استغفار کرتے تھے اور سند میں حضرت ابراہیم کا اپنے والد کے لیے دعا مانگنا پیش کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان ما کان للنبي والذين امنوا ان تستغفروا و اللمشركين (9:113-114) پوری دواؤں تک نازل فرمایا اور یہاں بھی اسوہ ابراہیمی میں سے اسکا استثنا کر لیا کہ اس بات میں اکی بیروی تمہارے لیے ممنوع ہے اور حضرت ابراہیم کے اس استغفار کی تفصیل کر دی اور اس کا خاص سبب اور خاص وقت بھی بیان فرما دیا۔

حضرت ابن عباسؓ مجاہدؒ قتادہؒ مقاتل بن حیان اور سخاکؒ وغیرہ نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

**... رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (٤)**

اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں

اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ قوم سے بیزاری کر کے اب دامن الہی میں چھپتے ہیں اور جناب باری میں عاجزی اور انکساری سے عرض کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ تمام کاموں میں ہمارا بھروسہ اور اعتماد تیری ہی پاک ذات پر ہے ہم اپنے کام تجھے سونپتے ہیں۔ تیری طرف رجوع و رغبت کرتے ہیں اور آخرت میں بھی ہمیں تیری ہی جانب لوٹنا ہے۔

### رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ...

اے اللہ! تو ہمیں کافروں کا زبردست اور تختہ مشق نہ بنا

اور کہتے ہیں اے اللہ! تم ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا، یعنی ایسا نہ ہو کہ یہ ہم پر غالب آ کر ہمیں مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ اسی طرح یہ بھی نہ ہو کہ تیری طرف سے ہم پر کوئی عتاب و عذاب نازل ہو اور وہ انکے اور بیکنے کا سبب بنے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو اللہ انہیں عذاب کیوں کرتا؟

اگر یہ کسی میدان میں جیت گئے تو بھی انکے لیے یہ فتنے کا سبب ہوگا کہ ہم اس لیے غالب آئے کہ ہم ہی حق پر ہیں۔ اسی طرح اگر یہ ہم پر قابو پا گئے تو ایسا نہ ہو کہ ہمیں تکلیفیں پہنچا پہنچا کر تیرے دین سے برگشتہ کر دیں۔

### ... وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ...

اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے

اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے گناہوں کو بھی بخش دے ہماری پردہ پوشی کر اور ہمیں معاف فرما

### ... إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۵)

بے شک تو ہی غالب حکمتوں والا ہے

تو عزیز ہے تیری جناب میں پناہ لینے والا نامراد نہیں پھرتا تیرے در کو کھڑکانے والا خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ تو اپنی شریعت کے تقریر میں اپنے اقوال و افعال میں قضا و قدر کے مقدر کرنے میں حکمت والا ہے تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

### لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ...

یقیناً تمہارے لیے ان میں نیک نمونہ اور عمدہ پیروی ہے خاص کر ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی

اور قیامت کے دن کی ملاقات کا اعتقاد رکھتا ہو

### ... وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (۶)

اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ تعالیٰ بالکل بے پرواہ ہے اور وہ سزاوار حمد و ثنا ہے۔

اب بطور تاکید کے وہی پہلی بات دہرائی جاتی ہے کہ ان میں تمہارے لیے نیک نمونہ ہے جو بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے آنے کی حقانیت پر ایمان رکھتا ہو اسے انکے اقتدا میں آگے بڑھ کر قدم رکھنا چاہیے اور جو احکام الہی سے روگردانی کرے وہ جان لے کہ اللہ اس سے بے پرواہ ہے وہ سزاوار حمد و ثنا ہے مخلوق اس خالق کی تعریف میں مشغول ہے۔ جیسے اور جگہ فرمایا:

إِن تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ (14:8)

اگر تم اور تمام روئے زمین کے لوگ کفر پر اور اللہ کے نہ ماننے پر اتر آئیں تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔  
اللہ تعالیٰ سب سے غنی سب سے بے نیاز اور سب سے بے پرواہ ہے اور وہ تعریف کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں غنی اسے کہا جاتا ہے جو اپنی شنا میں کامل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر طرح بے نیاز اور بالکل بے پرواہ ہے۔ کسی اور کی ذات ایسی نہیں اس کا کوئی ہمسر نہیں اس کی مثل کوئی اور نہیں۔  
وہ پاک ہے اکیلا ہے سب پر حاکم سب پر غالب سب کا بادشاہ ہے حمید ہے یعنی مخلوق اسے سراہی ہے۔  
اپنے جمیع اقوال میں تمام افعال میں وہ ستائشوں اور تعریفوں والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں رب وہی ہے معبود وہی ہے۔

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے:

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً وَاللَّهُ قَدِيرٌ ...

کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے اللہ کو سب قدرتیں ہیں۔

کافروں سے محبت رکھنے کی ممانعت اور ان کے بغض و عداوت رکھنے کے بیان کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ ابھی ابھی اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں میل ملاپ کر دے بغض نفرت اور فرقت کے بعد محبت مودت اور الفت پیدا کر دے کونسی چیز ہے جس پر اللہ قادر نہ ہو۔ وہ متباہن اور مختلف چیزوں کو جمع کر سکتا ہے عداوت و قساوت کے بعد دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دینا اسکے ہاتھ ہے۔ جیسے اور جگہ انصار پر اپنی نعمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ فُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ

عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا (3:103)

تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اسے یاد کرو کہ تمہاری دلی عداوت کو اس نے الفت قلبی سے بدل دیا اور تم ایسے ہو گئے جیسے ماں جائے بھائی ہوں۔ تم آگ کے کنارے پہنچ چکے تھے لیکن اس نے تمہیں وہاں سے بچالیا۔

آنحضرتؐ نے انصاریوں سے فرمایا:

لَمْ أجدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمْ اللَّهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلْفَكُمُ اللَّهُ بِي؟

کیا میں نے تمہیں گمراہی کی حالت میں نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی اور تم متفرق تھے میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں جمع کر دیا۔

قرآن کریم میں ہے

هُوَ الَّذِي أَيْدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ

وَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (62:8-63)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے مومنوں کو ساتھ کر کے اے نبی تیری مدد کی اور ایمانداروں میں آپس میں وہ محبت اور یک جہتی پیدا کر دی کہ اگر روئے زمین کی دولت خرچ کر کے تو وہ یگانگت پیدا کرنی چاہتا تو نہ کر سکتا تھا۔ یہ الفت منجانب اللہ تھی جو عزیز و حکیم ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

أَحْبَبُ حَبِيبِكَ هَوْنًا مَا، فَعَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا،

دوستوں کی دوستی کے وقت بھی اس بات کو پیش نظر رکھو کہ کیا عجب اس سے کسی وقت دشمنی ہو جائے

وَأَبْغَضُ بَغِيضِكَ هَوْنًا مَا، فَعَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا

اور دشمنی میں بھی حد سے تجاوز نہ کرو کیا خبر کب دوستی ہو جائے۔

ایسے دو دشمنوں میں بھی جو ایک سے ایک جدا ہوں اور اس طرح کہ دل میں گرہ دے لی ہو کہ اہل الاہل اب تک اب کبھی نہ ملیں گے اللہ تعالیٰ اتفاق و اتحاد پیدا کر دیتا ہے اور اس طرح ایک ہو جاتے ہیں کہ گویا کبھی دو نہ تھے۔

...وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۷)

اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے کافر جب توبہ کریں اللہ قبول فرمائے گا جب وہ اسکی طرف جھکیں وہ انہیں اپنے سائے میں لے لیگا۔ کوئی ساگناہ ہو اور کوئی ساگنہگا رہو اور وہ مالک کی طرف جھکا اور اسکی رحمت کی آغوش کھلی۔

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ اسلام قبول کرنے کے بعد حضورؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ میری تین درخواستیں ہیں۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہو۔ تو کہا:

اول تو یہ کہ مجھے اجازت دیجئے کہ جس طرح اپنے کفر کے زمانے میں مسلمانوں سے مسلسل جنگ کرتا رہا اب اسلام کے زمانے میں کافروں سے برابر لڑائی جاری رکھوں۔ آپؐ نے اسے منظور فرمایا۔

پھر کہا میرے لڑکے معاویہؓ کو اپنا منشی بنا لیجئے۔ آپؐ نے اسے بھی منظور فرمایا (اس پر جو کلام ہے وہ پہلے گزر چکا)۔

اور میری بہترین عرب بچی ام حبیبہؓ کو آپؐ اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ آپؐ نے یہ بھی قبول فرمایا (اس پر بھی کلام پہلے گزر چکا ہے)۔

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ...

جن لوگوں نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا،

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۸)

بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جن کفار نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں کی نہ تمہیں جلا وطن کیا جیسے عورتیں اور کمزور لوگ وغیرہ ان کے ساتھ سلوک و احسان اور عدل و انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ وہ تو ایسے بالانصاف لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کے پاس انکی مشرک ماں آئیں۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جس میں آنحضرتؐ اور مشکریں مکہ کے درمیان صلح نامہ ہو چکا تھا تو حضرت اسماءؓ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر مسئلہ وچستی ہیں کہ میری ماں آئی ہوئی ہیں اور اب تک وہ اس دین سے الگ ہیں۔ کیا مجھے جائز ہے کہ میں انکے ساتھ سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں جاؤ ان سے صلہ رحمی کرو۔

مسند کی اس روایت میں ہے کہ ان کا نام قبیلہ تھا۔ یہ مکہ سے کوہ اور خیبر اور گھی بطور تحفے کے لے کر آئی تھیں۔ لیکن اسماء نے اپنی مشرک ماں کو نہ تو اپنے گھر میں آنے دیا نہ یہ تحفہ ہدیہ قبول کیا۔ پھر حضورؐ سے دریافت کیا اور آپؐ کی اجازت پر ہدیہ بھی لیا اور اپنے ہاں ٹھہرایا بھی۔

**مقسطین** کی تفسیر سورہ حجرات میں گزر چکی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

حدیث میں ہے:

المُقْسِطُونَ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

مقسطین وہ لوگ ہیں جو عدل کے ساتھ حکم کرتے ہیں۔ گواہوں و عیال کا معاملہ ہو یا زبردستوں کا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے دائیں جانب نور کے منبر پر ہوں گے۔

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

وَوَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ...

اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جو تم سے مذہبی لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دلیس نکالے دیں اور دلیس نکالا دینے والوں کی مدد کریں،

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی ممانعت تو ان لوگوں کی دوستی سے ہے جو تمہاری عداوت سے تمہارے مقابل نکل کھڑے ہوئے۔ تم سے صرف تمہارے مذہب کی وجہ سے لڑے جھگڑے تمہیں تمہارے شہروں کے نکال دیا۔ تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔

... وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (۹)

جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ قطعاً ظالم اور بے انصاف ہیں۔

اللہ تعالیٰ مشرکین سے اتحاد و اتفاق دوستی و یک جہتی رکھنے والوں کو دھمکاتا اور اس کا گناہ بتلاتا ہے کہ ایسا کرنے والے ظالم گنہگار ہیں۔

اور جگہ (5:51) فرمایا یہودیوں نصرانیوں سے دوستی کرنے والا ہمارے نزدیک انہی جیسا ہے۔

مہاجر عورتوں کا امتحان:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ ...

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم انکا امتحان لے لیا کرو؛

... اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ...

در اصل انکے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے؛

سورہ فتح کی تفسیر میں صلح حدیبیہ کا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ اس صلح کے موقع پر رسول اللہ اور کفار قریش کے درمیان جو شرائط طے ہوئی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ جو کافر مسلمان ہو کر حضور کے پاس چلا جائے آپ اسے اہل مکہ کو واپس کر دیں لیکن قرآن کریم نے ان میں سے عورتوں کو مستثنیٰ کر دیا کہ جو عورت ایمان قبول کر کے آئے اور فی الواقع ہو بھی سکتی ایماندار تو مسلمان اسے کافروں کو واپس نہ دیں۔

حدیث کی تخصیص قرآن کریم سے ہونے کی یہ ایک بہترین مثال ہے اور بعض سلف کے نزدیک یہ آیت اس حدیث کی ناخ ہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابومعیط مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ چلی آئیں۔ انکے دونوں بھائی شمارہ اور ولید ان کو واپس لینے کے لیے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کہا سنا۔ پس یہ آیت امتحان نازل ہوئی اور مومنہ عورتوں کو واپس لوٹانے سے ممانعت کر دی گئی۔

حضرت ابن عباس سے سوال ہوتا ہے کہ حضور ان عورتوں کا امتحان کس طرح لیتے تھے؟

فرمایا اس طرح کہ اللہ کی قسم کھا کر سچ کہے کہ وہ اپنے خاوند کی ناپاتی کی وجہ سے نہیں چلی آئی صرف آپ وہاں اور زمین کی تبدیلی کرنے کے لیے بطور سیر و سیاحت نہیں آئی کسی دنیا طلبی کے لیے نہیں آئی بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی اور اسکے رسول کی محبت میں اسلام کی خاطر ترک وطن کیا اور کوئی غرض نہیں۔

قسم دے کر ان سوالات کا کرنا اور خوب آزمائینا یہ کام حضرت عمر فاروقؓ کے سپرد تھا۔

اور روایت میں ہے کہ امتحان اس طرح ہوتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معبود برحق اور لاشریک ہونے کی گواہی دیں اور آنحضرتؐ کے اللہ کے بندے اور اسکے بھیجے ہوئے رسول ہونے کی شہادت دیں۔ اگر آزمائش میں کسی غرض و نیوی کا پتہ چل جاتا تو انہیں واپس لوٹانے کا حکم تھا۔

**... فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ...**

**لیکن اگر وہ تمہیں ایماندار معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو!**

اس آیت کے اس جملہ سے کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ باایمان عورت ہے تو اسے کافروں کی طرف مت لوٹاؤ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان پر بھی یقینی طور پر مطلع ہو جانا ممکن امر ہے۔

**... لَّا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لِهِنَّ ...**

**یہ انکے لیے حلال نہیں اور نہ وہ انکے لیے حلال ہیں۔**

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں کافروں پر اور کافر مرد مسلمان عورتوں کے لیے حلال نہیں۔

اس آیت نے اس رشتے کو حرام کر دیا اور نہ اس سے پہلے مومنہ عورتوں کا نکاح کافر مردوں سے جائز تھا جیسے کہ نبی کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص بن رقیع سے ہوا تھا حالانکہ یہ اس وقت کافر تھے اور بہت رسول مسلمہ تھیں۔

پدر کی لڑائی میں یہ بھی کافروں کے ساتھ تھے اور جو کافر زندہ پکڑے گئے ان میں یہ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کا ہار انکے فدیے میں بھیجا تھا کہ یہ آزاد ہو کر آ جائیں جسے دیکھ کر آنحضرتؐ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا اگر میری بیٹی کے قیدی کو چھوڑ دینا تم پسند کرتے ہو تو اسے رہا کر دو۔

مسلمانوں نے یہ خوشی بغیر فدیہ کے انہیں چھوڑ دینا منظور کیا چنانچہ حضورؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور فرما دیا کہ آپؐ کی صاحبزادی کو آپ کے پاس مدینہ میں بھیج دیں۔ انہوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ بھیج دیا۔

یہ واقعہ ۳ ہجری کا ہے۔ حضرت زینبؓ نے مدینہ میں ہی اقامت فرمائی اور یونہی بیٹی رہیں یہاں تک کہ ۸ ہجری میں انکے خاوند حضرت ابوالعاصؓ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق اسلام دی اور وہ مسلمان ہو گئے تو حضورؐ نے پھر اسی اگلے نکاح پر بغیر نئے حق مہر کے اپنی صاحبزادی کو انکے پاس رخصت کر دیا۔

**... وَأَتُوهُم مَّا أَنْفَقُوا...**

**جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کرو!**

حکم ہوتا ہے کہ ان مہاجر عورتوں کے کافر خاوندوں کو انکے خرچ اخراجات جو ہوئے ہیں وہ ادا کر دو جیسے کہ مہر۔

... وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ...

ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

فرمان ہے کہ اب انہیں ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ عدت کا گزر جانا ولی کا مقرر کر لینا وغیرہ جو امور نکاح میں ضروری ہیں ان شرائط کو پورا کر کے ان مہاجر عورتوں سے جو مسلمان نکاح کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

... وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَأَسْأَلُوا ...

اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضے میں نہ رکھو

ارشاد ہوتا ہے تم پر بھی اے مسلمانوں ان عورتوں کا اپنے نکاح میں باقی رکھنا حرام ہے جو کافرہ ہیں۔ اسی طرح کافرہ عورتوں سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔

حضور نے کافروں سے صلح کی اور ابھی تو آپ حدیبیہ کے نیچے کے حصے میں ہی تھے جو یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے کہہ دیا گیا کہ جو عورت مہاجرہ آئے اسکا بائیمان ہونا اور خلوص نیت سے ہجرت کرنا بھی معلوم ہو جائے تو اس کے کافر خاندانوں کو انکے دیئے ہوئے مہر واپس کر دو۔ اسی طرح کافروں کو بھی یہ حکم سنا دیا گیا۔ اس حکم کی وجہ وہ عہد نامہ تھا جو ابھی مرتب ہوا تھا۔

... مَا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ أَلَا مَا أَنْفَقُوا ...

اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ بھی مانگ لیں

ارشاد ہوتا ہے تمہاری بیویوں پر جو تم نے خرچ کیا ہے اسے کافروں سے لے لو جبکہ وہ ان میں چلی جائیں اور کافروں کی عورتیں جو مسلمان ہو کر تم میں آجائیں انہیں تم انکا کیا ہوا خرچ دے دو۔

... ذَلِكَ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۰)

یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو وہ تمہارے درمیان کر رہا ہے

صلح کے بارے میں اور عورتوں کے بارے میں ربانی فیصلہ بیان ہو چکا جو اس نے اپنی تلووق میں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تمام تر مصلحتوں سے باخبر ہے اور اسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ علی الاطلاق حکیم وہی ہے۔

وَأَنْ فَاتِكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ

مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ...

اور اگر تمہاری کوئی بیوی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور کافروں کے پاس چلی جائے پھر تمہیں اسکے بدلے کا وقت مل جائے تو جن کی بیویاں چلی گئیں ہیں انہیں انکے اخراجات کے برابر ادا کر دو

... وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ (۱۱)

اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم سب ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت **وان فاتکم** کا مطلب حضرت قتادہؓ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جن کفار سے ہمارا عہد و پیمانہ صلح صفائی نہیں اگر کوئی عورت کسی مسلمان کے گھر جا کر ان میں جا ملے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے خاوند کا کیا ہوا خرچ نہیں دیں گے تو اسکے بدلے تمہیں بھی اجازت دی جاتی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی عورت مسلمان ہو کر تم میں چلی آئے تو تم بھی اسکے خاوند کو کچھ نہ دو جب تک کہ وہ نہ دیں۔

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں مسلمانوں نے تو اللہ کے اس حکم کی تعمیل کی اور کافروں کی جو عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آئیں ان کے لیے ہوئے مہراں کے خاوندوں کو واپس کئے لیکن شرکوں نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری اور مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ اگر تم میں سے کوئی عورت اسکے ہاں چلی گئی ہے اور انہوں نے تمہاری خرچ کی ہوئی رقم ادا نہیں کی تو جب ان میں سے کوئی عورت تمہارے ہاں آ جائے تو تم اپنا وہ خرچ نکال کر باقی اگر کچھ بچے تو دے دو ورنہ معاملہ ختم ہوا۔

حضرت ابن عباسؓ سے اسکا یہ مطلب مروی ہے کہ اس میں رسول اللہؐ کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو مسلمان عورت کافروں میں جا ملے اور کافر اسکے خاوند کو اسکا کیا ہوا خرچ ادا نہ کریں تو مال غنیمت میں سے آپ اس مسلمان کو بقدر اسکے خرچ کے دے دیں۔

پس **فعاقبتکم** کے معنی یہ ہوئے کہ پھر تمہیں قریش یا کسی اور جماعت کفار سے مال غنیمت ہاتھ لگے تو ان مردوں کو جنکی عورتیں کافروں میں چلی گئی ہیں انکا کیا ہوا خرچ ادا کرو یعنی مہر مثل۔

ان اقوال میں کوئی تضاد اور خلاف نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ پہلی صورت اگر ممکن ہو تو وہ سہی ورنہ مال غنیمت میں سے اسے اسکا حق دے دیا جائے دونوں باتوں میں اختیار ہے اور حکم میں وسعت ہے۔

**عورتوں سے بیعت:**

صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے:

جو مسلمان عورتیں آنحضرتؐ کے پاس ہجرت کر کے آتی تھیں انکا امتحان اسی آیت سے ہوتا تھا۔ جو عورت ان تمام باتوں کا اقرار کر لیتی اسے حضورؐ زبانی فرما دیتے کہ میں نے تم سے بیعت کی یہ نہیں کہ آپ انکے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوں قسم اللہ کی آپ نے کبھی بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا صرف زبانی فرما دیتے کہ ان باتوں پر میں نے تیری بیعت لی۔

ترمذی نسائی ابن ماجہ مسند احمد میں ہے کہ حضرت امیر بنت رقیقہؓ فرماتی ہیں کئی ایک عورتوں کے ساتھ میں بھی آنحضرتؐ سے بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئی تو قرآن کی اس آیت کے مطابق آپؐ نے ہم سے عہد و پیمانہ لیا۔ اور ہم بھلی باتوں میں حضورؐ کی نافرمانی نہ کریں گی کے اقرار کے وقت فرمایا یہ بھی کہ لو کہ جہاں تک تمہاری طاقت ہے۔ ہم نے کہا اللہ کو اور اسکے رسولؐ کو ہمارا خیال ہم سے بہت زیادہ ہے اور انکی مہربانی بھی ہم پر خود ہماری مہربانی سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ پھر ہم نے کہا حضورؐ آپ ہم سے مصافحہ نہیں کرتے۔ فرمایا:

إِنِّي لَأَصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمَرْأَةٍ وَاحِدَةٍ كَقَوْلِي لِمَائَةِ امْرَأَةٍ

نہیں میں غیر عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا میرا ایک عورت سے کہہ دینا سو عورتوں کی بیعت کے لیے کافی ہے بس بیعت ہو چکی۔ یہ حضرت امیرؓ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہیں۔

مسند احمد میں ہے حضرت سلمیٰ بنت قیسؓ جو رسول اللہ کی خالہ تھیں اور دونوں قبیلوں کی طرف حضورؐ کے ساتھ نماز ادا کی تھی بنو عدی بن نجار کے قبیلہ میں سے تھیں فرماتی ہیں انصار کی عورتوں کے ساتھ خدمت نبوی میں بیعت کرنے کے لیے میں بھی آئی تھی اور اس آیت میں جن باتوں کا ذکر ہے انکا ہم نے اقرار کیا۔ آپؐ نے فرمایا:

ایک اس بات کا بھی اقرار کرو کہ اپنے خاندانوں کی خیانت اور انکے ساتھ دھوکہ نہ کرو گی۔ ہم نے اسکا بھی اقرار کیا، بیعت کی اور جانے لگیں پھر مجھے خیال آیا اور ایک عورت کو میں نے حضورؐ کے پاس بھیجا کہ وہ دریافت کرے کہ خیانت دھوکہ نہ کرنے سے آپؐ کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

یہ کہ اسکا مال چپکے سے کسی اور کو نہ دو۔

بخاری میں میں ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رمضان کی عید کی نماز میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ اور ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے ساتھ پڑھی ہے۔ سب کے سب خطبے سے پہلے نماز پڑھتے تھے پھر نماز کے بعد خطبہ کہتے تھے۔

ایک مرتبہ نبیؐ خطبہ دے کر اترے کہ وہ نقش میری نگاہ کے سامنے ہے کہ لوگوں کو بٹھایا جا رہا تھا اور آپؐ انکے درمیان سے تشریف لارہے تھے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس آئے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ تھے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت کی پھر آپؐ نے دریافت کیا کیا تم اپنے اس اقرار پر ثابت قدم ہو؟ ایک عورت نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ ہاں حضور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ کسی اور نے جواب نہیں دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اچھا خیرات کرو اور حضرت بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ چنانچہ عورتوں نے اس میں بے گیند کی اور گیند دار اٹھو ٹھہریاں راہ اللہ ذالیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے مردوں سے بھی ایک مجلس میں فرمایا:

فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَقَارِءٍ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرو جو اس آیت میں ہیں جو شخص اس بیعت کو نبھادے اسکا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو اسکے کچھ خلاف کر گزرے اور وہ مسلم حکومت سے پوشیدہ رہے اسکا حساب اللہ سے ہے اگر چاہے بخش دے اور اگر چاہے عذاب کرے۔

حضرت عباؤہ بن صامت فرماتے ہیں کہ عقد اولیٰ میں ہم بارہ شخصوں نے رسول اللہ سے بیعت کیا اور انہی باتوں پر جو اس آیت میں مذکور ہیں آپ نے ہم سے بیعت لی اور فرمایا اگر تم اس پر پورے اترے تو یقیناً تمہارے لیے جنت ہے۔ یہ واقعہ جہاد کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔

**يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى ...**

اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں تجھ سے ان باتوں پر بیعت کرنے کو آئیں کہ

فرمان الہی ہے کہ جو عورت ان امور پر بیعت کرنے کے لیے آئے تو اس سے بیعت لے لو:

**... أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا...**

وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا

**... وَلَا يَسْرِقْنَ ...**

چوری نہ کریں گی

غیر لوگوں کے مال نہ چرانے

ہاں اس عورت کو جس کا خاوند اپنی طاقت کے مطابق کھانے پینے پہننے اور بھنے کو نہ دیتا ہو تو جائز ہے کہ اپنے خاوند کے مال سے مطابق دستور اور بقدر اپنی حاجت کے لے لے کو خاوند کو اس کا علم نہ ہو۔ اسکی دلیل حضرت ہندؤالی حدیث ہے: انہوں نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرے خاوند ابوسفیان بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو سکے تو کیا میں اگر انکی بے خبری میں ان کے مال میں سے لے لوں تو مجھے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا:

خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ، مَا يَكْفِيكَ وَيَكْفِي بَنِيكَ

پہ طریق معروف اسکے مال سے اتنا لے لے جو تجھے اور تیرے بال بچوں کو کفایت کرے۔ بخاری و مسلم

**... وَلَا يَزْنِينَ ...**

زنا کاری نہ کریں گی

اور زنا کاری نہ کریں۔

جیسے اور جگہ فرمایا:

وَلَا تَفْرُبُوا الزَّوْنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (17:32)

زنا کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت عقبہؓ جب بیعت کے لیے آئیں اور اس آیت کی تلاوت انکے سامنے کی گئی تو انہوں نے شرم سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا۔ آپؐ کو ان کی یہ حیا اچھی معلوم ہوئی۔  
 حضرت عائشہؓ نے فرمایا انہی شرطوں پر سب نے بیعت کی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے بھی بیعت کر لی۔  
 حضورؐ کی بیعت کے طریقے اور پر بیان ہو چکے ہیں۔

### ... وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ ...

اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالیں گی

اولاد کو قتل نہ کرنے کا حکم عام ہے۔ پیدا شدہ اولاد کو مار ڈالنا بھی اسی ممانعت میں ہے۔ جیسے کہ جاہلیت کے زمانے والے اس خوف سے قتل کرتے تھے کہ انہیں کہاں سے کھلائیں گے پلائیں گے اور حمل گرا دینا بھی اسی ممانعت میں ہے جیسے بعض جاہل عورتیں کو دیکھنا نہ کرنا جنین گرا دیتی تھیں۔

### ...وَلَا يَأْتِيَنَّ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ ...

اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں

بری غرض وغیرہ سے بہتان نہ باندھنے کا ایک مطلب تو حضرت ابن عباسؓ نے یہ بیان فرمایا کہ دوسرے کی اولاد کو اپنے خاوند کے سر چپکانا۔

ابو اؤد کی حدیث میں ہے کہ ملائکہ کی آیت کے نازل ہونے کے وقت رسول اللہؐ نے فرمایا جو عورت کسی قوم میں اسے داخل کرے جو اس قوم کا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گنتی میں شمار نہیں اور جو شخص اپنی اولاد سے انکار کر جائے حالانکہ وہ اس کے سامنے موجود ہو اللہ تعالیٰ اس سے آزر کر لے گا اور تمام اگلوں پچھلوں کے سامنے اسے رسوا و ذلیل کرے گا۔

### ... وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي مَعْرُوفٍ ...

اور کسی امر شرعی میں تیری بے حکمی نہ کریں گی

حضورؐ کی نافرمانی نہ کریں یعنی آپؐ کے احکام بجالائیں اور آپ کے منع کئے ہوئے کاموں سے رک جایا کریں۔ یہ شرط یعنی معروف ہونے کی عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے لگا دی ہے۔

حضرت میمونؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت بھی فقہاء معروف میں رکھی ہے اور معروف ہی اطاعت ہے۔

حضرت ابن زیدؓ فرماتے ہیں وہ دیکھ لو کہ بہترین خلق رسول اللہؐ کی فرمانبرداری کا حکم بھی معروف میں ہی ہے۔ اس بیعت والے دن آنحضرتؐ عورتوں سے نوحہ نہ کرنے کا اقرار بھی لیا تھا۔ جیسے ام عطیہؓ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ اس بیعت میں یہ بھی تھا کہ عورتیں نامحرموں سے بات چیت نہ کریں۔

اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا رسول اللہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم گھر پر موجود نہیں ہوتے اور مہمان آجاتے ہیں آپؐ نے فرمایا:

میری مراد ان سے بات چیت کرنے کی ممانعت سے نہیں میں ان سے کام کی بات کرنے سے نہیں روکتا۔ ابن جریر ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضورؐ نے اس بیعت کے موقع پر عورتوں کو نامحرم مردوں سے باتیں کرنے سے منع فرمایا۔ حسنؓ نے کہا بعض لوگ وہ بھی ہوتے ہیں کہ پرانی عورتوں سے باتیں کرنے میں ہی مزہ لیا کرتے ہیں یہاں تک کہ مذی نکل جاتی ہے۔ ابن جریر میں حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ جب حضورؐ ہمارے ہاں مدینہ میں تشریف لائے تو ایک دن آپؐ نے حکم دیا کہ سب انصاریہ عورتیں فلاں گھر جمع ہوں۔ پھر حضرت عمر ابن خطابؓ کو وہاں بھیجا۔ آپؐ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ ہم نے آپؐ کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا میں رسول اللہؐ کا قاصد ہوں۔ ہم نے کہا رسول اللہؐ کو بھی مرحبا ہو اور آپؐ کے قاصد کو بھی ہو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہیں حکم کروں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرنے پر چوری اور زنا کاری سے بچنے پر بیعت کرو۔ ہم نے کہا ہم سب حاضر ہیں اور اقرار کرتی ہیں چنانچہ آپؐ نے وہیں باہر کھڑے کھڑے اپنا ہاتھ اندر کی طرف بڑھا دیا اور ہم نے اپنے ہاتھ اندر سے ہی اندر ہی اندر بڑھائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہو۔ پھر ہمیں حکم ہوا کہ دونوں عیدوں میں ہم اپنی حائضہ عورتوں اور جوان کنواری لڑکیوں کو لے جایا کریں ہم پر جمعہ فرض نہیں۔ ہمیں جنازوں کے ساتھ نہ جانا چاہیے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ جو کوئی مصیبت کے وقت اپنے کلوں پر تھپڑ مارے دامن چاک کرے اور جاہلیت کے وقت کی ہائی دہائی بچائے وہ ہم میں سے نہیں۔

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑے گی۔

- حسب نسب پر فخر کرنا
- انسان کو اسکے نسب کا طعن دینا
- ستاروں سے بارش طلب کرنا اور
- میت پر نوحہ کرنا

اور فرمایا

نوحہ کرنے والی عورت اگر بے توبہ کئے مر جائے تو اسے قیامت کے دن گندھک کا پیرا بن پہنایا جائے گا اور کھجلی کی چادر اڑھائی جائے گی۔

مسلم میں ہے رسول اللہؐ نے نوحہ کرنے والیوں اور نوحہ کو کان لگا کر سننے والیوں پر لعنت فرمائی۔

...فَبَايَعُنَّ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُنَّ اللَّهُ ...

تو ان سے بیعت کر لیا کر اور ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب کر۔

... إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۲)

بے شک اللہ تعالیٰ بخشش اور معافی کرنے والا ہے۔

کافر اہل قبور سے ناامید ہو چکے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ...

اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے

اس سورت کی ابتدا میں جو حکم تھا وہی انتہا میں بیان ہو رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار سے جن پر اللہ کا غضب اور اسکی لعنت گزر چکی ہے اور اللہ کی رحمت اور اسکی شفقت سے دور ہو چکے ہیں تم ان سے دوستانہ اور میل ملاپ نہ رکھو اور آخرت کے ثواب سے اور وہاں کی نعمتوں سے ایسے ناامید ہو چکے ہیں جیسے قبروں والے کافر۔

... قَدْ يَسُؤُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَبِئْسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (۱۳)

جو آخرت سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں جیسے کہ مردہ اہل قبر کا فرنا ناامید ہیں۔

اس آیت کے دو معنی کئے گئے ہیں۔

ایک تو یہ کہ جیسے زندہ کافر اپنے مردہ کافروں کے دوبارہ زندہ ہونے سے مایوس ہو چکے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جس طرح مردہ کافر ہر بھلائی سے ناامید ہو چکے ہیں وہ مر کر آخرت کے احوال دیکھ چکے اور اب انہیں کسی قسم کی بھلائی کی توقع نہیں رہی۔

